Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون ۴۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

یوم ہفتہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۷/۳۲ — ۸ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ ۔ ۱۸ اماں ۱۳۵۷ ہش ۔ ۱۸ مارچ ۱۹۷۸ء — نمبر ۶۳

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۱۸ اماں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے ۔ برکتوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہر طرح حضور کا حافظ و ناصر ہو ۔ آمین

بحرِ عرفان کے موتی اور جوامع الکلم

اللہ تعالیٰ کے شکر گذار بندے بنو!

صبح و شام اس کی حمد و ثنا بیان کرتے رہو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :۔

فَاذۡکُرُوۡنِیۡۤ اَذۡکُرۡکُمۡ وَاشۡکُرُوۡا لِیۡ وَلَا تَکۡفُرُوۡنِ (بقرہ ۱۵۳)

ترجمہ :۔ پس (جب) میں اس قدر فضل کرنے والا ہوں (تو) تم مجھے یاد رکھو! میں (بھی) تمہیں یاد کرتا رہوں گا اور میرے شکر گذار بنو اور میری ناشکری نہ کرو۔

پھر فرماتا ہے :۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم ۸)

ترجمہ :۔ (اے لوگو!) اگر تم شکر گذار بنے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (یاد رکھو!) میرا عذاب یقیناً سخت (ہوا کرتا) ہے۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم :۔

وَعَنۡہُ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "کُلُّ اَمۡرٍ ذِیۡ بَالٍ لَا یُبۡدَأُ فِیۡہِ بِالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ فَھُوَ اَقۡطَعُ"۔

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول الکریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر مہتمم بالشان کام جو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ شروع نہ کیا جائے وہ ناقص ہوتا ہے ؛

وَعَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰہَ لَیَرۡضٰی عَنِ الۡعَبۡدِ یَاۡکُلُ الۡاَکۡلَۃَ فَیَحۡمَدُہٗ عَلَیۡھَا، وَیَشۡرَبُ الشَّرۡبَۃَ فَیَحۡمَدُہٗ عَلَیۡھَا"۔ رَوَاہُ مُسۡلِمٌ

ترجمہ :۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ سے راضی ہوتا ہے جو صبح یا شام کا کھانا کھاتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے اور ایسے ہی پانی کا گھونٹ پیتا ہے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے۔

(مسلم)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر انسان غور کرے تو حقیقتاً تمام محامد و صفات کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے

اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاقِ تعریف نہیں ہے

"اگر انسان غور اور فکر سے دیکھے تو اس کو معلوم ہو گا کہ واقعی طور پر تمام محامد اور صفات کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی انسان یا مخلوق واقعی اور حقیقی طور پر حمد و ثنا کا مستحق نہیں ہے اگر انسان بغیر کسی قسم کی غرض ملونی کے دیکھے تو اس پر بدیہی طور پر کھل جائے گا کہ کوئی شخص جو مستحق حمد قرار پاتا ہے وہ یا تو اس لئے مستحق ہو سکتا ہے کہ کسی ایسے زمانہ میں جبکہ کوئی وجود یا وجود کی خبر نہ تھی وہ اس کا پیدا کرنے والا ہو یا اس وجہ سے کہ ایسے زمانہ میں کہ کوئی وجود نہ تھا اور نہ معلوم تھا کہ وجود اور بقاءِ وجود اور حفظِ صحت اور قیامِ زندگی کے لئے کیا کیا اسباب ضروری ہیں اور اس نے وہ سب سامان مہیا کئے ہوں یا ایسے زمانہ میں اس پر بہت سی مصیبتیں آ سکتی تھیں اس نے رحم کیا ہو اور اس کو محفوظ رکھا ہو اور یا اس وجہ سے مستحقِ تعریف ہو سکتا ہے کہ محنت کرنیوالی کی محنت کو ضائع نہ کرے اور محنت کرنیوالوں کے حقوق پورے طور پر ادا کرے اگرچہ بظاہر اُجرت کرنے والے کے حقوق کا دینا معاوضہ ہے لیکن ایسا شخص بھی محسن ہو سکتا ہے جو پورے طور پر حقوق دے۔

یہ صفات اعلیٰ قسم کی ہیں جو کسی کو مستحق حمد و ثنا بنا سکتی ہیں۔ اب غور کر کے دیکھ لو کہ حقیقی طور پر ان سب محامد کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو کامل طور پر ان صفات سے متصف ہے اور کسی میں یہ صفات نہیں ہیں ۔۔۔ غرض اولاً و بالذّات اکمل اور اعلیٰ مستحقِ تعریف کا خدا تعالیٰ ہے اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کا ذاتی طور پر کوئی بھی استحقاقِ تعریف نہیں ہے"۔ (ملفوظات جلد دوم ص۹ تا ص۱۲)

پبلشر :۔ مسعود احمد ۔ پرنٹر :۔ سید عبدالحی ۔ مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت :۔ دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

الفضل
۱۸ امان ۱۳۵۷ھش
۱۸ مارچ ۱۹۷۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعوتِ فکر دینے والا ایک نہایت اہم سوال؟

عرفِ عام میں مسلمان کہلانے اور عند اللہ حقیقی مومن قرار پانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے مسلمان کہلانا کلّی طور پر ایک انسان کا اپنا اختیاری فعل ہے لیکن عند اللہ مومن قرار پانا خدا تعالیٰ کی مرضی اور فیصلہ پر منحصر ہے۔ البتہ اُس نے اس بارہ میں اپنی مرضی کا اظہار اس طرح کیا ہے کہ اُس نے قرآن مجید میں حقیقی مومنوں کی بہت سی علامتیں بیان فرما کر یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ جن ایمان کے دعویداروں میں یہ علامتیں پائی جائیں وہ عند اللہ حقیقی مومن شمار ہوتے ہیں اور جن میں ایمان لانے کے باوجود یہ علامتیں مفقود ہوں وہ عند اللہ حقیقی مومن شمار کئے جانے کے اہل نہیں ہوتے۔

مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامل مومن وہ ہیں جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور پھر پوری چوکسی اور مستعدی کے ساتھ ان کی حفاظت کرتے رہتے ہیں، وہ لغو باتوں اور کاموں سے اعراض کرتے ہیں، وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، وہ اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے اور انہیں پورا کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے کہ حقیقی مومن زمین پر متکبرانہ انداز میں اکڑ اکڑ کر نہیں بلکہ عاجزی اور وقار کے ساتھ چلتے ہیں، جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں یعنی جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو وہ اُن سے لڑتے جھگڑتے نہیں بلکہ ان کی اصلاح یابی کے لئے دعائیں کرتے ہیں، وہ راتیں سجدوں میں اور کھڑے ہو کر گزار دیتے ہیں، وہ نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ اس بارہ میں بھی وہ درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں، وہ کسی جان کو بھی جسے خدا تعالیٰ نے حفاظت بخشی ہو قتل نہیں کرتے اور ہر قسم کے کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے مجتنب رہتے ہوئے پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھتے ہیں۔ پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حقیقی مومن تو وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جائیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیات پڑھی جائیں تو وہ اُن کے ایمان کو بڑھا دیں اور جو اپنے رب پر توکّل کرتے ہیں۔

الغرض حقیقی مومنوں کی علامات ایک دو نہیں بلکہ بہت ساری ہیں اور ان کی فہرست بہت طویل ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے منجملہ دوسری علامتوں کے ایک خاص علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اختیار کرنے والے ہوتے ہیں۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ مومن ایک دوسرے کے دوست ہی نہیں بلکہ بھائی ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت کا وہ علاقہ اور الفت کا وہ رشتہ قائم رکھتے ہیں جو بھائی بھائی کے لئے مخصوص ہے یعنی وہ ایک دوسرے کے غمخوار، ایک دوسرے کے جاں نثار، دوسروں کی عزت کو اپنی عزت اُن کی توہین کو اپنی توہین سمجھنے والے اور ان کی جان کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھنے والے ہوتے ہیں۔ ان اوصاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا عبدالماجد دریابادی نے ایک سوال اُٹھایا ہے جو بہت اہم اور ہر ایک کو دعوتِ فکر دینے والا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:-

"کلام پاک کا یہ ارشاد برحق، مفسرین نے شرح و تفسیر میں جو کچھ لکھا وہ بھی صحیح و درست لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اوصاف کن مومنوں کے حق میں ارشاد ہوئے ہیں؟ یہ صفات کن مسلمانوں کے بیان ہوئے ہیں؟ چودھویں صدی ہجری یا بیسویں صدی عیسوی کے مسلمانوں کے؟ آج کل کے مومنوں کے؟ اس وقت کے مسلمان لیڈروں اور مولویوں اور درویشوں کے؟ اس زمانہ کے فقیہوں اور فتویٰ نویسوں کے؟ اس وقت کے خوش گلو واعظوں اور خوش بیان مقرروں کے؟ اس وقت کی اسلامی انجمنوں اور قومی کمیٹیوں کے؟ اس زمانہ کے قومی اخبارات اور ملّی کارکنوں کے؟" (کتاب "سچی باتیں" شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۵۱، ۵۲)

دعوتِ فکر دینے والا یہ نہایت ہی اہم سوال اٹھا کر مولانا نے اس زمانہ کے معاشرہ اور اس کے ہر طبقہ کی حالت کو بہت حکیمانہ انداز میں واشگاف کیا ہے۔ انہوں نے دراصل ہر ایک کے سامنے ایک آئینہ پیش کیا ہے جس میں وہ اپنا سراپا دیکھ کر قرآن مجید میں بیان کردہ مومنوں کی علامات کی رُو سے اپنے خط و خال کا جائزہ لے سکتا اور یہ معلوم کر سکتا ہے کہ کس حد تک اس میں عند اللہ حقیقی مومن قرار پانے کی اہلیت پائی جاتی ہے۔ آخر میں مولانا نے یہ احساس دلانے کے لئے کہ چودھویں صدی ہجری یا بیسویں صدی عیسوی میں یہ صفات بہت حد تک مفقود ہو چکی ہیں ہر شخص کو اپنے اعمال و کردار کا جائزہ لینے اور اپنی اصلاح کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں:-

"کلام پاک کا ارشاد تو غلط نہیں ہو سکتا، مومن تو وہی ہوں گے جن کے اوصاف کلام پاک کے بیان کے مطابق ہوں گے، کامل الایمان مسلمان تو وہی ہو سکتے ہیں جن کی صفات کلام مجید کے ارشاد کے موافق ہوں گی۔ جو اس معیار پر پورے نہیں اُترتے، جو محبت کے رشتوں کو جوڑے رہنے کے بجائے اپنے سے بیگانہ و بیزار بنانے میں مصروف ہیں، جن کے نزدیک قومی خدمت یہی ہے کہ اپنے بھائیوں کے کلیجہ میں ناسور ڈال ڈال کر رہیں اور بس چلے تو ان کے سروں کو بھی توڑ توڑ ڈالیں، وہ اپنے کمالِ ایمان کی بابت اپنے مومن صادق ہونے کی بابت کبھی تو کلام مجید کی روشنی میں اپنے قلب اور اپنے ضمیر سے استفتاء کر کے دیکھیں!"

(کتاب "سچی باتیں" شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۵۲)

ملائک انتظامِ غلبۂ اسلام کرتے ہیں

جو راہِ عشق میں پروائے ننگ و نام کرتے ہیں ۔۔۔ وہ ہر منزل پہ اپنے آپ کو ناکام کرتے ہیں

نہ کر زاہد ہمیں آگاہ انجامِ محبت سے ۔۔۔ تُو اپنا کام کرتا جا ہم اپنا کام کرتے ہیں

وہ جن کو لذتِ سوزِ محبت راس آجائے ۔۔۔ مرے ہمدم وہ کب اندیشۂ انجام کرتے ہیں

تُو کیا جانے خدا کو کس قدر پیارے ہیں وہ بندے ۔۔۔ جہاں میں روز و شب جو خدمتِ اسلام کرتے ہیں

خدا کے فضل و نصرت سے وہ دنیا کے کناروں تک ۔۔۔ فیوضِ رحمۃ للعالمیں کو عام کرتے ہیں

محمد مصطفٰے کے دیں کو پھیلاتے ہیں دنیا میں ۔۔۔ عیاں ہر ایک پر قرآن کے احکام کرتے ہیں

مسیحِ پاک کا یہ قافلہ چلتا ہی جائے گا
ملائک پاسبانی اس کی صبح و شام کرتے ہیں

ہمیں غیروں کے آگے ہاتھ پھیلانا نہیں آتا ۔۔۔ خود اپنے ہاتھ سے ہم اپنے سارے کام کرتے ہیں

حکومت غیر کی دل پر ہمارے ہو نہیں سکتی ۔۔۔ بلند و بالا ہم ہر دم خدا کا نام کرتے ہیں

رگڑی رہتی ہے اُن کے سنگِ در پہ جن کی پیشانی ۔۔۔ وہ اُس بندے پہ اپنے بیشمار انعام کرتے ہیں

نہ جنت کی ہوس ہے اور نہ ڈر دوزخ کا ہے ہمکو ۔۔۔ فقط حق کے لئے دنیا میں ہم ہر کام کرتے ہیں

"بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ"
ملائک انتظامِ غلبۂ اسلام کرتے ہیں

"قضائے آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا" ۔۔۔ بڑے ناداں ہیں جو اس کام سے ابرام کرتے ہیں

کرے صدّیق جب بھی سرکشی نفسِ دنی اپنا ۔۔۔ صلوٰۃ و صبر سے ہم اُس کو یکسر رام کرتے ہیں

(محمد صدیق امرتسری
سابق مبلغ مغربی افریقہ و بلادِ عربیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت سرورِ کائنات فخرِ دو عالم کے مقدس والدین

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے - سابق مبلغ بلادِ عربیہ و مغربی افریقہ

حضرت سرورِ کائنات سردارِ اولین و آخرین فخرِ دو عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین بننے کا شرف عطا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جن عظیم مرد اور مبارک خاتون کو منتخب فرمایا وہ بھی کوئی معمولی اور عام شخصیات نہ تھیں بلکہ حسب و نسب حسن و جمال اور اخلاق و اطوار کے لحاظ سے عرب میں چوٹی کی باعزت شخصیات میں سے تھیں حضرت عبد اللہ سردار قریش اور کعبۃ اللہ کے متولی حضرت عبد المطلب کے فرزندِ جلیل اور حضرت آمنہ مدینہ کے قبیلہ بنی زہرہ کی ایک نہایت معزز خاتون تھیں۔

انسانی قربانی کا رواج

حضرت عبد المطلب کے گھر جب نو فرزند پیدا ہو چکے تو آپ نے اس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق خانہ کعبہ میں حاضر ہو کر منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ایک اور فرزند عطا کر کے دس پورے کر دے گا تو اپنے بیٹوں میں سے ایک کو اس کی راہ میں قربان کر دوں گا یعنی تقرب الٰہی کے لئے اسے ذبح کر دوں گا۔ غالباً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حکم خدا سے ذبح کرنے کی نیت سے لٹانے کے واقعہ کے زیر اثر زمانہ جاہلیت کے عرب قبائل میں انسانی قربانی کا رواج یا تخیل پایا جاتا تھا اور لوگ اپنے اپنے معبودوں کو اپنے خاندان کا انسانی خون بطور نذر پیش کرنا ایک عبادت خیال کرتے تھے۔ حضرت عبد المطلب اپنے ہم عصروں کی نسبت زیادہ خدا پرست تھے اور خانہ کعبہ کے محافظ بھی تھے اس لئے گو قوم کا رجحان بت پرستی کی طرف تھا اور بتوں کو ہی وہ تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ تاہم حضرت عبد المطلب ہر مشکل میں عموماً خدا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ چنانچہ جب ان کے آخری بیٹے حضرت عبد اللہ سن شعور کو پہنچے تو انہیں اپنا اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ اور نذر یاد آئی۔ چنانچہ اس قربانی کے انتخاب کے لئے انہوں نے اپنے دسوں بیٹوں میں قرعہ ڈالا تو قرعہ حضرت عبد اللہ کے نام نکلا۔ حضرت عبد المطلب نے زمانہ جاہلیت کی رسم کے مطابق انہیں قربان کرنا چاہا۔ حضرت عبد اللہ سے بھی دریافت کیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنی جان نذر کرنے کے لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح آمادہ ہو گئے اور یہ قربانی باقاعدہ طور پر خدا کے حضور پیش کرنے کی تیاریاں ہونے لگیں۔

عبد اللہ اور سو اونٹوں کے درمیان قرعہ

حضرت ابو طالب جو حضرت عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے اپنے پیارے بھائی کا یہ انجام کس طرح دیکھ سکتے تھے وہ سخت غمگین اور متفکر ہوئے اور درخواست کے طور پر اپنے بھائی کی جان بخشی کرانے کے لئے چند شعر لکھ کر اپنے باپ حضرت عبد المطلب کی خدمت میں پیش ہوئے اور نہایت رقت بھرے لہجہ میں وہ اشعار پڑھے جن میں التجا تھی کہ میرے بھائی کو ذبح نہ کیا جائے اسی دوران حضرت عبد اللہ کے ننھیال کے خاندان نے بھی اس قربانی کی سخت مخالفت کی نیز ایک بااثر شخصیت مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم نے بھی بڑے دردناک اور پُر اثر اشعار میں حضرت عبد المطلب کو آمادہ کیا کہ وہ اپنے اور اپنے خاندان کے پیارے اور جان سے عزیز تر اور چہیتے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ ترک کر دیں۔ آخر یہ طے پایا کہ حضرت عبد اللہ کے بدلے اونٹوں کی قربانی دی جائے اور ان کے نام کے ساتھ اونٹوں کی تعداد کا قرعہ ڈالا جائے۔ اس زمانہ میں کسی شخص کے قتل عمد کا خون بہا یا معاوضہ مقتول کے وارثوں کی رضامندی کی صورت میں صرف دس اونٹ ادا کیا جاتا تھا اس لئے دس اونٹوں کے ساتھ حضرت عبد اللہ کا قرعہ ڈالا گیا مگر حضرت عبد اللہ کا نام ہی نکلا اور حضرت عبد المطلب اسے خدائی فیصلہ سمجھ کر حضرت عبد اللہ کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے لیکن پھر لوگوں کے کہنے سننے سے دوبارہ قرعہ ڈالنے پر آمادہ ہو گئے اور اس دفعہ بیس اونٹوں کے ساتھ قرعہ ڈالا تب بھی حضرت عبد اللہ ہی کا نام نکلا۔ اس پر بھی بااثر حاضرین نے حضرت عبد المطلب کو آمادہ کیا کہ جب تک اونٹوں کا نام نہ نکلے دس دس اونٹوں کی زیادتی سے قرعہ ڈالتے جائیں۔ پھر بھی ۹۰ اونٹوں تک حضرت عبد اللہ کا ہی نام نکلتا رہا۔ آخر سو اونٹوں کا قرعہ ڈالا گیا۔ تو اس مرتبہ اونٹوں کا قرعہ نکل آیا۔ مزید اطمینان کے لئے تین مرتبہ پھر قرعہ ڈالا گیا لیکن تینوں مرتبہ اونٹوں ہی کا قرعہ نکلتا رہا جس پر حضرت عبد المطلب کو یقین ہو گیا کہ حضرت عبد اللہ کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اونٹوں کی قربانی قبول فرمائی ہے۔ چنانچہ پھر حضرت عبد المطلب نے بخوشی فوراً ۱۰۰ اونٹ قربان کر دیئے اور اپنے لخت جگر کو گلے لگاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ عبد اللہ کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اونٹوں کی قربانی قبول فرمائی ہے۔

قرعہ اندازی کے مفید نتائج

اس طرح اللہ تعالیٰ نے کمال حکمت سے اس مبارک ذات کو جن کے صلب سے دونوں عالم کے نجات دہندہ اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور مقدر ہو چکا تھا بلا وجہ اور بلا تاثرہ ذبح کر دیئے جانے سے محفوظ رکھا اور حضرت عبد المطلب کے جذبات تشکر اور نذر و منت بھی پوری ہو گئی۔ غور کرنے والوں کے لئے حضرت عبد المطلب کی اس قربانی اور نذر کے واقعہ سے کئی نکات اور حکمتیں سامنے آتی ہیں۔ اوّل حضرت عبد المطلب کا عالی خاندان اور نجیب الطرفین ہونا عیاں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک لحاظ سے اپنے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پوری کرنے میں رہرو ہوئے۔ یہ کہ جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کئے جانے کے بدلے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جانور کی قربانی قبول کی گئی اور صرف حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا خلوص پرکھنا مقصود تھا اسی طرح حضرت عبد اللہ کے بدلے میں بھی جانوروں کی قربانی قبول فرمائی گئی اور یہاں سو اونٹ ذبح کر دیئے گئے۔

نیز اللہ تعالیٰ کو یہ امر بھی ملحوظ خاطر تھا کہ ان کی صلب سے عنقریب وہ عظیم ہستی جنم لینے والی تھی جو اسے دو جہان میں سب سے زیادہ محبوب اور پیاری ہو گی اور جس نے تا قیامت اس کائنات کو آسمانی انوار سے منور کرنا اور ہدایت و رہنمائی کرنی ہے۔ گویا اگرچہ حضرت عبد المطلب نے تو ایک بیٹے کو خدا کی خاطر اس حد تک وقف کرنے کی نیت کی تھی کہ اسے ذبح کر کے خدا کی خوشنودی حاصل کی جائے لیکن مشیت ایزدی حضرت عبد اللہ پر اپنی مہر انتخاب ثبت کر چکی تھی کہ ان کی صلب سے وہ نور دو جہان پیدا کیا جائیگا۔

پھر یہ بھی الٰہی حکمت ہی تھی کہ قرعہ میں حضرت عبد اللہ کا ہی نام نکلا۔ حالانکہ نو بھائی اور بھی تو تھے ان میں سے کسی کا قرعہ نکل سکتا تھا بلکہ اس کے بعد اونٹوں کے مقابل بھی عبد اللہ ہی کا نام پے در پے نکلتا رہا۔

اور پھر یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ قرعہ بمشیت ایزدی انہیں کے نام نکلتا ہے جو سب سے زیادہ مردانہ حسن سے مکمل طور پر آراستہ تھے اور اپنے سب بھائیوں میں اپنی خوب صورتی کی وجہ سے ممتاز تھے۔

پھر ایک اور نمایاں حکمت اس واقعہ میں یہ نظر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس والد کے ذریعہ نہ صرف عرب میں بلکہ تمام دنیا میں انسان کی انسانیت کی اور انسانی خون کی ظاہری قدر و قیمت پہلے سے دس گنا زیادہ بڑھا دی کیونکہ اس واقعہ سے پہلے عرب میں انسانی جان کا خون بہا اور فدیہ صرف دس اونٹ دیا جاتا تھا مگر اس عظیم واقعہ کے بعد سو اونٹ ہو گیا اور عالم اسلامی میں پھر یہی رہا۔ گویا یہ انسان کی رفعت و عظمت کے اظہار کے لئے بعثت نبوی سے پہلے صاحبِ قدرت کا پہلا اقدام تھا۔ کیونکہ اس کے بعد آپ عبد اللہ ہی کے وجود اطہر سے اس نور مقدس کا ظہور ہونے والا تھا۔ جس نے انسان کو تحت الثریٰ سے اٹھا کر افلاک کی بلندی تک پہنچا دیا۔ ایک اور نکتہ اس میں قابل ذکر یہ ہے کہ ایک متوسط درجہ کے انسان کے لئے دس اونٹوں کی فراہمی کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ اس لئے پہلے دھڑلے سے قتل کی وارداتیں ہوتی تھیں مگر جب خون بہا سو اونٹ مقرر ہو گئے تو ایک زبردست رکاوٹ پیدا ہو گئی اور قتل کرنے سے پہلے قاتل کو یہ سوچنے پر مجبور ہونا پڑا کہ میں اپنی جان بچانے کے لئے اگر مقتول کے وارثوں کو راضی بھی کر لوں۔ پھر بھی سو اونٹ کہاں سے فراہم کروں گا۔ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے بلکہ قتل عمد کو روکنے کا بڑا ذریعہ ہے۔ یہ تھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی پہلی تابانی۔

حضرت عبد اللہ کی پاک سیرت

حضرت عبد اللہ کے متعلق معتمد علیہ تاریخی ذرائع ثابت کرتے ہیں کہ آپ نیک خدا پرست اور ایسے کردار کے مالک تھے جو صرف کسی ایسے انسان کا ہو سکتا ہے جسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قدرت کی طرف سے خاص طور پر نیک اور پاکیزہ فطرت عطا کی گئی ہو۔ کامل صحت اور مردانہ حسن کا کامل نمونہ ہونے کے باوجود آپ کسی غیر عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ نہایت خوش خلق۔ کم گو اور متحمل تھے۔ آپ کے کردار کی بلندی کے ثبوت میں آپ کے بھائی حضرت عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عرب کی ایک نہایت عالی نژاد خوبصورت شاعرہ خاتون نے آپ سے اظہار محبت کیا اور ایسی تدبیریں اختیار کیں کہ حضرت عبد اللہ اس کی طرف مائل ہوں۔ چنانچہ ایک پیغام کے ذریعہ اس نے آپ سے درخواست کی کہ اگر آپ میری طرف متوجہ ہوں اور میری محبت کی قدر کریں تو میں ایک سو اونٹ آپ کی خدمت میں پیش کروں گی مگر آپ نے اس کے پیغام کے جواب میں اسے لکھ بھیجا کہ:-

"حرام اور ناجائز فعل کی نسبت تو یہ بات کہیں اچھی ہے کہ انسان مر جائے۔ مجھے تو صرف حلال چیزیں اور حلال کام پسند ہیں اور ان کے لئے بھی اعلان ضروری ہے۔ چھپ کر کئے جانے والا کام کبھی اچھا نہیں ہو سکتا گو تم مجھے بہکا پھسلا رہی ہو مگر انسان کی شرافت مقتضی ہے کہ وہ اپنی ضمیر اپنے مذہب اور اپنی عزت کی پوری پوری حفاظت کرے۔ لہٰذا تمہاری خواہشات پوری کرنے کے لئے تمہاری طرف متوجہ ہونا میرے جیسے انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔"

یہ واقعہ شاہد ناطق ہے کہ حضرت عبد اللہ کن بلند اخلاق کے مالک اور شرافت نجابت اور تقویٰ کی کس منزل پر پہنچے ہوئے تھے۔ آپ کا نکاح حضرت آمنہ سے ہوا جن کا نجیب الطرفین اور عالی خاندان ہونا عرب میں مشہور تھا۔ یہ تھیں وہ عظیم اور بے مثال ہستی جن کی صلب، طاہرہ و مطہرہ سے وہ پاک وجود پیدا ہوا جس نے اپنے حسن و احسان اور رحمتوں سے دونوں عالم کو ممنون بنا دیا اور دنیا کا ہادیٔ اعظم ثابت ہوا۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمد وآل محمد وبارک وسلّم۔

والدہ ماجدہ حضرت سرورِ عالمؐ

تاریخ نگار اس پر متفق ہیں کہ حضور رسولِ مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بھی اپنے عظیم شوہر کی طرح نجیب الطرفین۔ عالی خاندان کی چشم و چراغ۔ نہایت صالح۔ نیک۔ مخیر اور ہمدرد خاتون تھیں اور بت پرستی کے ماحول کے باوجود خدا پرستی کا جذبہ رکھتی تھیں اور اگر زندہ رہتیں تو ضرور اپنے مقدس و پاک لختِ جگر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مکمل طور پر موحدہ اور مومنہ ہوتیں۔ حضرت سیدہ آمنہ کے والد کا نام وہب تھا جو قبیلہ بنو زہرہ کے سردار تھے اور اہل قریش ان کا بہت احترام کرتے تھے۔

حضرت آمنہ کے مبشر خواب

حضرت عبد اللہ والد ماجد حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مردانہ حسن اور صورت و سیرت کی وجہ سے قریش میں مشہور تھے۔ عرب کی کئی عالی نژاد خواتین آپ کی زوجیت میں آنے کی خواہاں تھیں مگر قدرت نے جس مقدس خاتون کے لئے نورِ محمدی کی امانت مخصوص کر دی تھی وہ جناب سیدہ آمنہ ہی کی ذاتِ مبارک تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں کو اس شرف و اعزاز کے لئے منتخب کیا جو صبر و رضا اور خدا پرستی کے اعتبار سے نیز اپنی خاندانی وجاہت و نجابت کے اعتبار سے عرب کی ممتاز خواتین میں ایک اہم امتیازی حیثیت و شان رکھتی تھیں۔ چنانچہ آپ کا نکاح حضرت عبد اللہ سے کر دیا گیا اور نکاح کے بعد نورِ محمدی کی امانت آپ کے سپرد ہو گئی اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت عبد اللہ یثرب کو جانے والے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ تجارتی اغراض کے لئے روانہ ہو گئے۔ دن گزرتے گئے اور حضرت آمنہ سراپا انتظار بنی اس قافلے کی واپسی کے لئے بے تاب رہیں اور اکثر یثرب سے آنے والی بڑی سڑک پر جا کر اپنے محبوب خاوند کی راہ تکا کرتیں۔

ایک روز وہ سڑک پر قافلہ کی راہیں دیکھ کر ناکام گھر واپس لوٹیں تو سوچوں اور دکھوں کے گہرے پانیوں میں ڈوبے ہوئے بزرگ بابا یعنی حضرت عبد المطلب اٹھے اور اپنے لرزتے ہوئے ہاتھ اپنی بہو کے سر پر رکھ کر بولے۔

"میری پیاری بچی! اب عبد اللہ کا راستہ دیکھنے نہ جایا کرو وہ وہاں چلا گیا ہے جہاں سے کبھی کوئی واپس نہیں لوٹتا۔"

حضرت عبد المطلب کے یہ الفاظ سن کر حضرت آمنہ کانپتی ہوئی دونوں ہاتھوں سے دل تھام کر جہاں کھڑی تھیں وہیں گر گئیں۔ جب حالت سنبھلی تو سب کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہنے لگیں۔ "نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔" انہیں اپنا وہ مبشر خواب یاد آ گیا جو انہوں نے شادی کے معاً بعد دیکھا تھا۔ وہ سوچنے لگیں "کیا میرا خواب ......" پھر پکار اٹھیں "ہرگز نہیں۔ میرا خواب سچا ہے جو کچھ میں نے دیکھا تھا ضرور پورا ہو گا۔"

اس پر حضرت آمنہ کے گرتے ہوئے سر کو حضرت عبد اللہ کی ضعیف والدہ نے اپنی آغوش میں لے کر پیار سے پوچھا۔

"میں تیرے قربان میری بچی کیا دیکھا تھا تو نے خواب میں؟ بتا تو سہی"

حضرت آمنہ ذرا سنبھل کر بولیں۔

"میں نے ربِ کعبہ کی قسم کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اماں حضور! میں سچ کہتی ہوں میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ آسمان سے جس کی ضو پاشی کرنیں تمام عالم کو منور کر رہی ہیں۔ میری گود میں آ گرا ہے۔ اور میں نے اسے اپنے سینہ سے لگا لیا ہے۔ مگر آج آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ میں نے تو یہ بھی دیکھا تھا کہ میں اپنے اس چاند کا نام احمد رکھوں گی۔"

پاس ہی سوگوار بیٹھے عبد المطلب بھی آمنہ کا خواب سن رہے تھے۔ خواب سنتے ہی ان کی سوگوار پیشانی چمک اٹھی۔ اور چہرے پر مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں پھر پُرعزم آواز میں اپنے مرحوم بیٹے کی والدہ کو فرمایا:-

"آمنہ کو باہر نہ جانے دیا کرو عبد اللہ کی ماں! اس کی حفاظت کرو مجھے یقین ہے کہ جس عظیم ہستی کی بشارت ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ نے دی تھی وہ سراپا رحمتِ عالم اور مبارک ترین وجود میرے گھر میں پیدا ہو گا اور میری آغوش میں پروان چڑھے گا۔"

چنانچہ جب اس پاک وجود (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش ہوئی تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے اپنے خواب کے مطابق اس کا نام احمد رکھا اور دادا عبد المطلب نے اسے اپنی آغوش میں لے کر محمد کے نام سے پکارا اور اس طرح یہ دونوں مبارک نام آپ کو دیئے گئے جو آج بھی ہر مسلمان کے لئے قلب و روح کی تسکین کا سامان اور موجب نجات و فلاح ہیں۔

حضرت آمنہ کی مقبول دعائیں

حضرت سیدہ آمنہ نے اپنے خوابوں سے یقینی طور پر جان لیا کہ میرا یہ بچہ نہایت ہی مبارک و مسعود بچہ ہوگا۔ چنانچہ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد جب حضرت سیدہ آمنہ حضورؐ کو حضرت بی بی حلیمہ کی آغوش مبارک کے سپرد فرمانے لگیں تو آپ نے بی بی حلیمہؓ کو فرمایا:-

"حلیمہؓ! اس بچے کی طرف سے اطمینان رکھو۔ اس کی شان و عظمت بہت بڑھنے والی ہے۔"

اور جب بی بی حلیمہؓ آپؐ کو لے کر رخصت ہونے لگیں تو حضرت سیدہ آمنہ نے یہ دعا بھی کرتے ہوئے اپنے مقدس بیٹے کو رخصت کیا۔

"میں اپنے بچے کو خدائے عزوجل کی پناہ میں دیتی ہوں اس شر سے جو پہاڑوں پر چلتا ہے اور میدانوں میں رینگتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اونٹ پر سوار دیکھوں اور یہ بھی دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور محتاجوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہے۔"

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کی والدہ ماجدہ نے حرف وہی دعا فرمائی جو آئندہ زندگی میں حضورؐ کی امتیازی خصوصیت ثابت ہونے والی تھی۔ جب دو سال کے عرصہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہؓ حضورؐ کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس مکہ واپس لائیں تو چونکہ اس وقت مکہ میں کوئی وبا پھیل رہی تھی۔ انہوں نے حضورؐ کو پھر واپس بھیج دیا اور آخر جب حضورؐ کا سن مبارک چھ سال کا تھا تو اس وقت حضرت بی بی حلیمہ سعدیہؓ حضورؐ کو حضرت سیدہ آمنہؓ کے پاس چھوڑ گئیں۔ اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد حضرت آمنہ حضورؐ کو لے کر اپنے میکے یثرب (مدینہ) چلی گئیں۔ یہ سفر اس لئے اختیار کیا گیا کہ حضورؐ اپنے ننھیال سے مل لیں نیز چونکہ حضورؐ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا انتقال وہیں ہوا تھا۔ اور ان کا مزار بھی وہیں تھا۔ حضرت سیدہ آمنہ اپنے محبوب شوہر کی تربت کی زیارت فرمانا چاہتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے وہاں جا کر حضورؐ سمیت ایک ماہ تک قیام فرمایا۔

اس سفر میں حضرت سیدہ آمنہ کے ہمراہ حضرت ام ایمنؓ بھی تھیں جو کہ مکہ سے آپ کے ساتھ بطور خادمہ گئی تھیں۔ یہ وہی ام ایمن تھیں جن کے متعلق بعد میں حضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

"اُمّی بعدَ اُمّی"

کہ میری والدہ کے بعد یہ میری ماں ہیں۔

اس سے اسلام میں لونڈی اور غلام کا درجہ سمجھ میں آ جاتا ہے وہ ایک خادمہ اور لونڈی تھیں۔ مگر حضورؐ نے انہیں کس قدر بلند مقام عطا فرمایا۔ گویا خادم و مولیٰ کا امتیاز ہی ختم کر دیا۔ اور عمر بھر انہیں اپنی ماں ہی سمجھا اور ماں کا سا ہی ان سے سلوک کیا۔

شوہر کی جدائی کا شدید صدمہ

حضرت آمنہ مدینہ میں ایک ماہ قیام کے بعد مکہ واپس روانہ ہوئیں۔ راستہ میں ابوا مقام پر پہنچیں تو بیمار ہو گئیں اور وہیں آپ کا انتقال ہو گیا۔

(باقی صفحہ ۵ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مسل نمبر ۲۳۵۲۷

میں سیدہ نعیمہ راشدہ بنت سید محمد حسین صاحب مرحوم قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ۔ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ [illegible] ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ چوڑیاں طلائی ۲ عدد مالیتی ۱۲۰۰/- روپے (وزن ۲ تولے)

۲۔ رنگ ایک جوڑی وزن ۲½ ماشے ۲۰۰/- روپے

۳۔ گھڑی ایک عدد مالیت ۱۵۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰/- روپے ماہوار آمد بصورت جیب خرچ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ سیدہ نعیمہ راشدہ بنت سید محمد حسین صاحب مکان ۱۲/۲۲ دارالرحمت شرقی ربوہ ضلع جھنگ۔

گواہ شد۔ ملک محمد احمد ولد ملک فضل احمد صاحب وصیت ۹۵۷۵

گواہ شد۔ علی محمد وصیت ۱۵۴۸

مسل نمبر ۲۳۵۲۸

میں شیخ نور محمد ولد میاں کریم بخش صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۵۲ء ساکن گجرات شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱۲/۷۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ نقد ۵۵۰۰/- روپے

۲۔ دکان ۵۰۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار آمد بصورت تجارت ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ نور محمد ولد کریم بخش صاحب

گواہ شد۔ میاں فتح الدین وصیت ۱۹۳۳۹

گواہ شد۔ منیر احمد خان امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع گجرات۔

مسل نمبر ۲۳۵۲۹

میں احمد دین ولد عمر دین صاحب۔ قوم آرائیں۔ پیشہ زمیندارہ عمر ۶۰ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن بستی قندھارا سنگھ ضلع رحیم یار خان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۱-۷۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ سالانہ آمد پر ہے جو اس وقت ۲۰۰۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دی جائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد۔ احمد دین ولد عمر دین صاحب بستی قندھارا سنگھ [illegible] ضلع رحیم یار خان۔

گواہ شد۔ حافظ عبدالحفیظ مربی سلسلہ۔

گواہ شد۔ طارق ندیم۔

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیے (مینجر)

ضروری تصحیح

الفضل ۵ مارچ ۱۹۷۸ء کے صفحہ اوّل پر اخبار احمدیہ کے کالم میں نکاح اور دعوتِ ولیمہ کا جو اعلان شائع ہوا ہے اس میں دلہا کا نام سہواً غلط لکھ دیا گیا ہے۔ اس کا نام حافظ رشید احمد صاحب ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

دعائے مغفرت

۱۔ میری ممانی جان وخوش دامن محترمہ امۃ السلام صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب ۸۔ڈی ماڈل ٹاؤن لاہور کچھ عرصہ علالت کے بعد بعمر تقریباً ۵۶ سال ۱۶ فروری ۱۹۷۸ء کو بقضائے الٰہی رحلت فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نماز جنازہ امیر جماعت لاہور جناب چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب نے بروز جمعہ پڑھائی اور تدفین ماڈل ٹاؤن میں عمل میں آئی۔

مرحومہ نیک سیرت، حلیم الطبع، بردبار اور ہر ایک سے صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔ مرحومہ ملک برکت علی صاحب مرحوم آف راوی روڈ کی بیٹی تھیں۔ اپنے پیچھے تین لڑکیاں چھوڑی ہیں جو شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ دو لڑکے غیر شادی شدہ ہیں مگر برسر روزگار ہیں۔ ان کی بڑی لڑکی ریٹائرڈ فوجیوں کے بہبود کے ادارے کے سیکرٹری میجر مقبول احمد خان صاحب کی اہلیہ۔ منجھلی محترم عبدالرشید صاحب تبسم کی بہو اور ڈاکٹر شمس الرشید صاحب کی بیگم ہیں جو اتفاقاً امریکہ سے آئی ہوئی تھیں اور جنہیں مرحومہ کے آخری ایام میں خدمت کا موقع ملا۔ چھوٹی لڑکی ڈاکٹر عبدالغفور صاحب کرٹک آف پاک ریڈ ایکسرے کلینک کی بہو اور میری اہلیہ ہیں۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریقِ رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

(عبدالمنعم خان کرٹک سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ دارالذکر ۳۱ خالد کرٹک روڈ۔ لاہور چھاؤنی)

۲۔ ہمارے والد مکرم عبدالمجید صاحب ۱۲/۱ کو حرکتِ قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

(اسرار احمد مکان ۵ شری رام روڈ۔ کرشن نگر۔ لاہور)

مطالعہ کتب

ماہ مارچ میں خدام الاحمدیہ کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "پیغام صلح" مقرر ہے۔ خدام مطالعہ کریں۔ کتاب دفتر سے مل سکتی ہے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حضرت سرورِ دو عالم صلعم کے مقدس والدین (بقیہ)

ظاہر ہے کہ اپنے پیارے، مقدس اور نیک سیرت اور حسین و جمیل شوہر کا مزار دیکھ کر جدائی کے صدمہ کی جو چھ برس سے آپ کو اندر ہی اندر کمزور کر رہا تھا وہ اور زیادہ تاب نہ لاسکیں مشیت خداوندی بھی یہی تھی کہ وہ دُرِّ یتیم جس نے تمام دنیا کو روشن کرنا اور نورانی بنانا تھا جس نے حیوانوں کو انسان اور انسانوں کو باکمال انسان بنانا تھا اپنے پیارے ماں باپ کی تربیت کا احسان بھی نہ اُٹھائے اور براہِ راست اللہ تعالیٰ کے زیر تربیت رہ کر وہ ہمیشہ کے لئے الم نصیبوں کا غمگسار و غمخوار اور بیواؤں، یتیموں اور بے کسوں کا ملجا و ماویٰ اور ہمدرد و مددگار بنے۔

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کا خلاصہ

فرمودہ ۱۷ر امان ۱۳۵۷ ہش (۱۷ر مارچ ۱۹۷۸ء) بمقام جامع مسجد اقصیٰ ربوہ

ربوہ ۱۷ر امان۔ آج جامع مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔

حضور نے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک محسنِ اعظم کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث ہوئے۔ ہمیں یہ سوچنا اور غور کرنا چاہیئے کہ آپ کس طرح احسان کی رفعتوں تک پہنچے؟ حقیقت یہ ہے کہ تمام احسانوں کا حقیقی سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور انسان اپنی بدقسمتی سے دو طریق سے اس کے احسانات سے محروم ہوتا ہے (۱) وہ دنیوی لحاظ سے دوسروں کے حقوق کو پامال کرتا اور اس طرح ان کا استحصال کرتا ہے یہی وہ ظلم ہے جس سے بچانے کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے ہیں (۲) خدا تعالیٰ نے دینی اور دنیوی ترقی کے لئے جو استعدادیں اور قوتیں اسے دی ہیں وہ انہیں فراموش کرکے ترقی سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے۔

حضور نے بتایا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان معنوں میں ہمارے محسنِ اعظم ہیں کہ (۱) آپؐ کے ذریعہ وہ شریعتِ کاملہ ہمیں ملی جو انسان کو دوسروں کے ظلم سے ایسے طور پر بچاتی ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں مل سکتی اور اس بارہ میں وہ مومن اور کافر کی کوئی تمیز نہیں کرتی سبھی کو ظلم سے بچانے کی تعلیم ہمیں دیتی ہے (۲) آپؐ نے آسمانی رحمتوں کے دروازے ہم پر کھولے اور ہمیں یہ وعدہ دیا کہ جو بھی پوری طرح وحدانیت پر قائم ہوگا اور استقامت دکھائے گا اس پر فرشتوں کا نزول ہوگا۔ اس کے خوف کو اطمینان سے بدل دیا جائے گا اور ابتلاؤں کے باوجود اسے قلبی بشاشت اور اطمینان دیا جائیگا یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مومنوں کو دو جنّتوں کی بشارتیں دی گئیں۔ ایک تو مرنے کے بعد کی جنت ہے جس میں سے پھر باہر نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور دوسری اس دنیا میں فرشتوں کے نزول کے ذریعہ جنّت اسے دی جاتی ہے مگر اس دنیا کی جنت میں چونکہ ابتلاء کا خوف بھی ساتھ لگا ہوا ہے اس لئے اسے ہر آن خدائی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے فرشتوں کے نزول کے ذریعہ دیا جاتا ہے۔

حضور نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کے نتیجہ میں اسی دنیا میں فرشتوں کا جو نزول ہوتا ہے اس کے اُمّتِ محمدیہ کے کروڑوں علماء گواہ ہیں ہماری جماعت میں ہزاروں مرد عورتیں بچے جوان اور بوڑھے اس کے گواہ ہیں کہ ان پر فرشتے نازل ہوئے جنہوں نے آئندہ کی انہیں خبریں دیں جو لفظ بلفظ پوری ہوئیں۔

حضور نے فرمایا یہ امور بطور تمہید میں نے اس لئے بیان کئے ہیں کہ چند دن ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چوتھی نسل کے ایک بچے کے متعلق میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تو ہر لحاظ سے ہم پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ ہماری جماعت کو بچے دیئے اور ایسے بچے دیئے جو خدا کے فضل سے بڑے ہی ذہین ہیں اور اس قابل ہیں کہ آنے والی ذمہ داریوں کو سنبھال سکیں اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی نسلوں کو سنبھالیں ان کی صلاحیتوں کے مطابق ان کی نشوونما کریں اور ایسے رنگ میں ان کی تربیت کریں کہ وہ غلبۂ اسلام کی آنے والی صدی میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں وہ اپنے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں دنیا کے سچے خادم بنیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اپنے بچوں کی صحیح نگہداشت کرنے اور تعلیم و تربیت کی توفیق بخشے تاکہ ان پر بھی فرشتوں کا نزول ہو جو انہیں خدا کی محبت حقیقی سکینت اور استقامت عطا کریں اور وہ ہم سے بھی بڑھ کر مستانہ وار دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے والے بنیں۔ آمین

ضروری اطلاع:- مکرم قاری شریف احمد صاحب مراقب خدام الاحمدیہ ۴ر مارچ سے دفتر سے غیر حاضر ہیں۔ ان کو دفتر کی جانب سے دورہ پر بھی نہیں بھجوایا گیا۔ اگر وہ اعلان پڑھیں تو فوری طور پر دفتر میں خود آکر رپورٹ کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

جامعہ احمدیہ ربوہ میں سیمینار انڈونیشیا کی مختصر روداد

(قسط دوم)

تیسرا اجلاس: تیسرا اور آخری اجلاس مورخہ ۹ر امان ۱۳۵۷ ہش بمطابق ۹ر مارچ ۱۹۷۸ء ٹھیک ساڑھے چار بجے سہ پہر محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکرم احمد ڈاڈی صاحب آف تنزانیہ نے تلاوت قرآن کریم فرمائی جس کے بعد مکرم محمد سعید انصاری صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا نے "انڈونیشیا کے اقتصادی اور معاشرتی حالات" پڑھ کر سنائے۔ آپ نے بتایا کہ یہاں کے قدرتی وسائل کے متعلق بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دنیا کے صفِ اوّل کے ممالک میں سے ہے اور یہاں کی تہذیب چینی، ہندی، اسلامی اور مغربی تہذیب کے امتزاج کا شاہکار ہے۔ بعد ازاں مکرم منیر الاسلام صاحب آف انڈونیشیا متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ نے "انڈونیشیا کی علمی اور ادبی ترقی" سے متعلق دلچسپ مقالہ پیش کیا۔ آپ نے اپنی قومی زبان کا پس منظر بیان کرنے کے بعد بتایا کہ آزادی کے بعد یہاں علمی ترقی بالکل ابتداء سے شروع ہوئی مگر اب یہاں پرائمری سے لے کر پی ایچ۔ ڈی تک تعلیم انڈونیشین زبان میں ہے اور یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ انڈونیشیا کے مختلف علاقوں میں بے شمار زبانیں ہیں مگر اسکے باوجود قومی زبان ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہاں کی ۹۵% آبادی اب خواندہ ہے۔

اس کے بعد محترم مولانا محمد صادق صاحب سماٹری مجاہدِ انڈونیشیا نے "انڈونیشیا میں اسلام اور احمدیت" کے عنوان سے مقالہ پڑھنا تھا مگر آپ علالتِ طبع کے باعث تشریف نہ لا سکے آپ کے مقالہ کا ایک حصہ مکرم میاں عبد الحی صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا نے پڑھ کر سنایا جس میں بتایا گیا تھا کہ ۱۹۲۵ء میں قادیان میں زیر تعلیم انڈونیشین طلباء نے حضرت مصلح موعودؓ سے درخواست کی کہ ہمارے ملک میں بھی تشریف لائیں اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ اگر میں نہ جا سکا تو اپنا نمائندہ بھجواؤں گا چنانچہ اسی سال حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی محترم مولانا رحمت علی صاحب مرحوم انڈونیشیا تشریف لے گئے اور آپ کے ذریعہ سب سے پہلی جماعت ACEH صوبہ کے شہر Tapak Tuan کے مقام پر قائم ہوئی۔ آخر میں آپ نے اہلِ انڈونیشیا کو اسلام سے مشرف کرنے کے لئے جماعتی مساعی کا مختصر ذکر بھی کیا جس کے بعد صدرِ مجلس محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب نے اپنے صدارتی خطاب میں اس سیمینار کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ نہ صرف طلبہ جامعہ احمدیہ بلکہ اہلِ ربوہ کے لئے بھی ایک مفید معلوماتی تقریب ہے۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ایسی مفید تقریبات میں برکت دے اور طلبہ میں ذہنی جلا پیدا کرے اور خلوص، ہمت اور محنت میں برکت دے۔ اس کے بعد صدرِ محترم کے ارشاد پر محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ نے اجتماعی دعا کرائی جس کے ساتھ یہ سیمینار اختتام پذیر ہوگیا۔ الحمد للہ۔

نمازِ مغرب کے بعد مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر استاذ جامعہ احمدیہ نے جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں تبلیغی مساعی پر مشتمل سلائیڈز بھی دکھائیں۔

(الامین الجمعیۃ العلمیۃ بالجامعۃ الاحمدیۃ ربوہ)

خوراک کا راستہ

منہ، خصوصاً دانت، خوراک کی نالی، معدہ، جگر، انتڑیاں اور مقعد اگر ٹھیک کام کریں تو غذا ٹھیک ہضم اور صحت عمدہ۔ ورنہ دانت درد، پائیوریا، کیریز، پیٹ درد، اسہال، پیچش، یرقان، قبض، بواسیر اور کمیٔ خون وغیرہ وغیرہ امراض لاحق ہو جاتی ہیں۔

موجد کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن

ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر، ایم۔پی، ایم۔ اے (پولیٹیکل سائنس)، ایل ایل بی، فاضل عربی

اتوار، سوموار، منگل، بدھ

(ہفتہ میں چار دن)

مفت معائنہ و مشورہ کیلئے وقف کرتے ہیں۔

اوقات: صبح ۹ تا ۱۲ بجے، شام ۵ تا ۷ بجے

المعلن:- عزیز اللہ طاہر

انچارج برہیڈ آفس کیوریٹو میڈیسن کمیٹی رجسٹرڈ

دارالصدر شمالی ربوہ

تشخیص و علاج کے لئے

آپ کا اپنا دواخانہ

صدر دواخانہ

بالمقابل ایوانِ محمود، اقصیٰ روڈ، ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴